An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

January-March, 2026, Volume:06, Issue:01 Pages:32-43

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Publisher Website: https://www.mircpk.net

MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

بابیت، بہائیت اور ذکریت: عقیدۂ ختمِ نبوت کے تناظر میں ایک تحقیقی مطالعہ

BÁBISM, BAHÁ'ÍSM, AND ZIKRISM: A STUDY IN THE CONTEXT OF THE DOCTRINE OF THE FINALITY OF PROPHETHOOD

***Hafiz Muhammad Waseem**[1]**, Dr Altaf Hussain Langrial**[2]

[1]*MPhil Scholar, Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.*

[2]*Professor, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.*

HEC "Y" Category

ARTICLE INFO

Article History:

Received: *January 09, 2025*

Revised: *January 29, 2026*

Accepted: *February 03, 2026*

Available Online: *February 07, 2026*

Keywords:

Bábism

Bahá'ísm

Zikrism

Doctrinal Deviation

Finality of Prophethood

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

CC BY

ABSTRACT

This study examines the doctrine of the Finality of Prophethood (Khatm al-Nubuwwah), a foundational tenet of Islam asserting that Prophet Muhammad ﷺ is the last and definitive messenger of God, after whom no prophet or messenger can arise. Throughout Islamic history, various movements have contested or reinterpreted this doctrine by claiming continued revelation, messianic succession, or the establishment of new religious laws. Such challenges have made critical appraisal of the doctrine an enduring subject within Islamic scholarship.

Focusing on the Babi, Baha'i, and Zikrī movements, the research offers a systematic and analytical appraisal of their founders, historical contexts, and core tenets, with particular attention to their claims concerning prophecy and the Finality of Prophethood. The study analyzes primary texts and authoritative literatures associated with Sayyid Ali Muhammad Shirazi (the Báb), Bahá'u'lláh (founder of the Bahá'í Faith), and Mullah Muhammad Mahdi Attocki (proponent of the Zikrī movement), assessing their assertions of messianism, divine revelation, prophethood, and the introduction of new religious dispensations.

The analysis demonstrates that both the Bábí and Bahá'í movements endorse the continuation of divine revelation after Islam's prophetic seal, the promulgation of novel religious ordinances, and the prospect of recurring divine manifestations. Likewise, the Zikrī movement attributes an extraordinary spiritual—at times quasi-prophetic—status to its founder and advances doctrines that, in several respects, conflict with the classical Islamic understanding of Khatm al-Nubuwwah.

Findings indicate that the foundational claims of these movements are not congruent with the Qur'an, the Prophetic Sunnah, and the consensus (ijma') of the Muslim community regarding the finality of Prophet Muhammad's mission. Moreover, the study underscores that the doctrine of the Finality of Prophethood constitutes a telos of Islamic law, a source of religious stability, and a cornerstone for the intellectual cohesion of Muslim societies. Despite jurisprudential and theological differences across Islamic history, belief in the Prophet's finality has functioned as a central, unifying element of collective Muslim consciousness and has played a decisive role in safeguarding orthodox beliefs against innovations and sectarian deviations.

The study concludes that the doctrine of Khatm al-Nubuwwah is not merely a doctrinal pillar but also a key guarantor of religious identity, doctrinal concord, and communal unity within the Muslim ummah.

***Corresponding Author's Email:** waseemaslam543@gmail.com

موضوع کا تعارف

((فقد قال النبی ﷺ: اول الانبیاء آدم و آخرھم محمد ﷺ))

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے نبی سیدنا آدم ہیں اور آخری نبی محمد ﷺ ہیں)

سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی حضور خاتم النّبیّن حضرت محمد ﷺ ہیں، یہ ختم نبوت کا عقیدہ اور نظریہ ضروریات دین میں سے ہے، جسے عقیدہ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ اگرچہ اسلام کے تین عقیدے اصولی وبنیادی ہیں: (۱) توحید، (۲) نبوت ورسالت اور (۳) آخرت۔ لیکن ان سب کی اصل نبوت ورسالت ہے۔ کیوں کہ ایمان نبی ﷺ کی کامل تصدیق ہی کا نام ہے، باقی

توحید اور آخرت کے عقیدہ کی پہچان نبی پر ایمان لانے کے بعد نبی کی ہی زبانی ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے دین کی بنیاد حضرت محمد خاتم النّبیین ﷺ پر غیر مشروط طور پر کامل ایمان ہے۔ لہٰذا یہ دین اسلام کا اساسی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ کے آخری نبی، آخری پیغام بر اور آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد تا صبح قیامت کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں ہوگا۔ عقیدۂ ختم نبوت پر قرآن کریم کی تقریباً ایک سو آیات مبارکہ شاہد ہیں، بالخصوص سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 40 اس عقیدے کو روز روشن کی طرح واضح کرتی ہے۔ چناں قرآن کریم میں فرمان خداوندی ہے کہ

((ما كان محمد أبا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين))[1]

(حضرت) محمد ﷺ نہیں ہیں باپ، تم مردوں میں سے کسی کے، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور مہر ہیں سب نبیوں پر)

اسی طرح دو سو سے زائد احادیث نبویہ بھی اسی بات کی وضاحت و صراحت کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں کہ نبوت و رسالت کا مقدس و مبارک سلسلہ حضرت محمد خاتم النّبیین ﷺ کی بعثت کے ساتھ کامل و مکمل ہو چکا ہے۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ اپنی کتاب "الاشباہ والنظائر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

﴿اذا لم يعرف الرجل ان محمداﷺ هو آخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات﴾[2]

(جو شخص یہ نہیں جانتا کہ حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء میں سے سب سے آخری نبی ہیں، تو وہ شخص مسلمان نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ عقیدہ رکھنا ضروریات دین میں سے ہے)

اور ضروریات دین، دین کی ان بدیہی اور واضح باتوں و امور کو کہا جاتا ہے جسے ہر مسلمان کا جاننا اور ماننا ضروری ہو۔ جیسے نماز، بیت اللہ شریف، قرآن کریم کا صدیوں سے متواتر منقول ہونا وغیرہ۔ یاد رہے! ضروریات دین کا منکر بالاتفاق دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اس عقیدے کی بنیاد یہ ہے کہ دین اسلام ایک جامع دین ہے، جس کی تعلیمات ابدی ہیں۔ قرآن کریم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، قرآن کریم کی من جانب اللہ تحریف و تبدیلی سے حفاظت کی گئی ہے۔ کما قال تعالیٰ

"انا نحن نزلنا الذكر و انا له لحافظون"[3]

اس لئے مزید کسی نبی یا نئی شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ تاریخِ اسلام میں مختلف ادوار میں ایسے افراد اور تحریکیں سامنے آتی رہی ہیں جنھوں نے کسی نہ کسی شکل میں نبوت، وحی، مہدویت یا نئی شریعت کے دعووں کے ذریعے اس عقیدے کو چیلنج کرنے کی کوشش کی۔ ان تحریکوں قادیانی تحریک سر فہرست ہے۔ اس کے علاوہ بابیت، بہائیت اور ذکریت خاص طور پر قابل ذکر ہیں، کیونکہ ان کے بنیادی افکار میں ایسی تعلیمات پائی جاتی ہیں جو ختمِ نبوت کے اسلامی تصور سے متصادم سمجھی جاتی ہیں۔ تحریک قادیانیت پر تو بے شمار تحقیقی کام موجود ہے، لیکن علاوہ ازیں تحریکوں کے عقائد و نظریات کا عقیدۂ ختمِ نبوت کی روشنی میں جائزہ لینا نہ صرف ایک علمی ضرورت ہے بلکہ اسلامی عقائد کے فہم اور اعتقادی تحفظ کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اسی مقصد کے تحت اس مقالے میں بابیت، بہائیت اور ذکریت کے بنیادی نظریات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔

جماعت بابیت

بانی جماعت علی محمد باب

نام و نسب

علی محمد باب کا اصل نام "سید علی محمد" تھا، جسے بہائیوں نے "باب" کے لقب سے یاد کیا، تو بانی جماعت "حضرت باب" کے نام سے معروف و موسوم ہوئے۔

تاریخ پیدائش اور والدین

علی محمد باب یکم محرم 1235ھ، مطابق 20 اکتوبر 1819ء کو شیراز (ایران) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید محمد رضا اور والدہ کا نام فاطمہ بیگم تھا۔ والد کا انتقال چند دن بعد ہو گیا جس کے بعد حضرت باب نے اپنی والدہ اور ماموں مرزا سید علی کے پاس پرورش پائی۔

"نخستین روز محرم ہزار و دویست و سی پنجم ھجری قمری بود کہ در شیراز طفلی از مادر زاد، والدینش او را علی محمد نامیدند چندی نگذشت پدرش سید محمد رضا ازاین جہاں بربستہ ویرا بامادرش فاطمہ بیگم تنہا گذاشت"[4]

تعلیم و تربیت

باب نے ابتدائی تعلیم حاصل کی جو کہ محدود تھی۔ جوانی میں اپنی تقریر اور تحریر میں فصاحت و بلاغت دکھائی، جسے لوگوں نے کرامت اور خارق عادت سمجھا۔ چناں چہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"حضرت باب نہ تو لکھے پڑھے ہیں۔ اور نہ کبھی تعلیم و تعلم میں مشغول ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کی فصاحت و بلاغت جو ان کی تقریر و تحریر میں پائی جاتی تھی، لوگوں کو خرق عادت اور کرامت معلوم ہوئی۔"[5]

عمرانی اور اخلاقی کردار

علی محمد باب 1844ء میں جب پچیس سال کی عمر کو پہنچے تو ان کے افکار میں ایک نیا ولولہ اور نرالی پرواز نمودار ہوئی۔ چناں چہ اپنی اسی کتاب "باب الحیات" میں لکھتے ہیں کہ

"۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء میں جب پچیس سال کی عمر کو پہنچے تو ان کے اطوار و عادات اور حرکات و سکنات سے ایسے آثار نمودار ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے سر میں ایک نیا ولولہ اور اپنے خیالات میں ایک نرالی پرواز رکھتے ہیں۔"[6]

وفات

9جولائی 1850ء کو شاہ ایران کے حکم سے تبریز میں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں 1899ء میں ان کا تابوت کوہ فلسطین میں دفن کیا گیا، جو آج کل بہائی زیارت کا مقام ہے اور سرائیل میں اسی مقام پر بہائی اس کے مقبرے کا طواف کرتے ہیں۔

بابیت کے بنیادی عقائد

بابیت ایک ایرانی مذہبی تحریک تھی، جو حضرت علی محمد باب کی تعلیمات پر مبنی تھی۔ اس کے بنیادی عناصر درج ذیل ہیں۔

1. حضرت باب کو "مامور من اللہ" مانا جاتا ہے، یعنی خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہدایت یافتہ۔
2. بابی تحریک نے حضرت محمد ﷺ کے احکام پر کام کیا تو، لیکن ان کی شریعت کو نئے دور کے لیے مختلف احکام کے ساتھ تبدیل کیا۔
3. حضرت باب نے بیان کیا کہ آنے والا ہستی، من یُظہرہ اللہ، اس کے بعد شریعت کے احکام برقرار یا تبدیل کر سکتا ہے۔
4. بابیت نے بعد میں بہائیت کو جنم دیا، جس نے حضرت بہاءاللہ کے ظہور کے ساتھ نئے دینی اصول قائم کیے۔

عقیدہ ختم نبوت کا انکار

حضرت باب کا نیا دین اور نئی شریعت

باب نے اپنی تعلیمات میں واضح کیا کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی شریعت سے بالکل نیا اور مستقل دین لائے ہیں، جو موجودہ دور کے لیے مخصوص ہے۔ چناں چہ ڈاکٹر صابر آفاقی اپنی کتاب سوانح علی محمد باب میں لکھتے ہیں کہ

> "حضرت باب نے نئے دور کا آغاز کیا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے قطعاً جدا ہے۔"[7]

اسی طرح علی محمد باب کے بارے میں بہاء اللہ نے مجمع کو خطاب کر کے کہا، جسے ایچ ایم بلیوزی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ

> "حضرت باب ایک نئے ظہور (نئے دین) کے بانی ہیں اور اسی روحانی سلسلہ کے ایک فرد ہیں، جس میں حضرت محمد ﷺ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام یکے بعد دیگرے شامل ہیں۔"[8]

سابقہ شریعتوں کی منسوخی

حضرت باب نے اپنے صحائف میں شریعت محمدی کے احکام میں سے کچھ مخصوص قوانین کو عہد کے مطابق نازل اور منسوخ کیا۔ چناں ملاحظہ فرمائیں

> "آپ (باب) کے منصب دو طرح کے تھے: اولاً: شارح رحمانی کہ آپ نے خدا کی قدرت و علم اور مشیت و ارادہ سے شریعت نازل فرمائی اور اس کے ذریعے سنن سابقہ کو منسوخ کر دیا۔"[9]

منصب "مامور من اللہ" اور پیغمبری کا دعویٰ

علی محمد باب نے اپنے لیے یہ مقام اختیار کیا کہ انہیں پیغمبری یا الہامی مقام حاصل ہے، جس کے ذریعے وہ نئی ہدایت اور شریعت لا سکتے ہیں۔ چناں چہ لکھا ہے کہ

> "سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا فیصلہ اس وقت کیا جا سکتا ہے جب کہ پیغمبری کی پہچان مقرر کر لی جاوے۔"[10]

شریعت محمدی سے اختلاف اور آزادی

بابیت میں یہ بنیادی عقیدہ موجود ہے کہ آنے والا، شریعت محمدی کے ماتحت نہیں ہو گا، بلکہ اپنی شریعت یا احکام نافذ کرنے کا حق رکھے گا۔ چناں سوانح میں لکھا ہے کہ

> "آپ بیان کرتے ہیں کہ جب "من یُظہرہ اللہ" کا ظہور ہو گا تو وہ مجاز ہوں گے کہ ان کے احکام شریعت محمدی کو برقرار رکھیں یا کسی حکم کو تبدیل کر دیں۔"[11]

> "جناب طاہرہ نے یہ ثابت کیا کہ حضرت باب کا امر، اسلام سے الگ ہے۔"[12]

> "حضرت سید باب کے پیغام کو جھٹلانا ایسے ہو گا جیسے اس پیغام کو جھٹلانا جو پیغام حضرت محمد ﷺ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے نازل کیا ہے۔"[13]

لہٰذا مذکورہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ

- حضرت علی محمد باب نے اپنا مستقل مذہبی مقام قائم کیا، اور اس کے ذریعے نئی شریعت اور نئے احکام کا اعلان کیا۔
- بابیت کے اندر ختمِ نبوت کی نفی واضح ہے کیونکہ حضرت باب نے حضرت محمد ﷺ کے بعد بھی نئی ہدایت اور شریعت کے امکان کو قبول کیا۔
- بابیت نے پیغمبری/وحی کے سلسلے کو مسلسل اور جاری مانا، اور موجودہ شریعت کے احکام کو بدلنے یا برقرار رکھنے کا اختیار آنے والی ہستی کو دیا۔

جماعت بہائیت

بہائیت اور بانی جماعت کا تعارف

بہائیت ایک غیر اسلامی صیہونی تحریک ہے۔ جو کہ 19ویں صدی میں ایران سے اٹھی۔ اس کا بانی حسین علی تھا جو بہاء اللہ کے لقب سے معروف ہوا۔ بہاء اللہ کی پیدائش 12 نومبر 1817ء کو تہران (ایران) میں ہوئی۔ اس کے والد کا نام مرزا عباس ہے۔ مرزا عباس کی نو بیویوں میں حسین علی کی والدہ سب سے پہلی بیوی ہے، جس کا نام خدیجہ خانم بتایا جاتا ہے۔

بہاء اللہ نے 1853ء میں اپنے اوپر نزولِ وحی کا دعویٰ کیا۔ پھر 1863ء میں اپنی "ماموریت" (بعثت) کا اعلان کیا۔ بہاء اللہ کی وفات 8 مئی 1892ء کو ہوئی۔

بہائیت کی قیادت کا سلسلہ

بہاء اللہ کے بعد اس کے بڑے لڑکے عباس آفندی نے جماعت کی باگ ڈور سنبھالی۔ عباس آفندی کی وفات 28 نومبر 1921ء کو ہوئی۔ پھر اس کا نواسہ شوقی آفندی جانشین بنا، جو 4 نومبر 1957ء کو فوت ہوا۔ اس کے بعد 27 افراد نے "ایادیِ امر اللہ" کے نام سے جماعت چلائی۔ پھر "بیت العدل" کے نام سے 9 افراد کی کمیٹی بنائی گئی، اور اسی طرز پر جماعتی نظم چلتا رہا۔

بہائیت کا بنیادی نظریہ: انکارِ ختمِ نبوت

بہائیت کا مرکزی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد بھی ہدایت/وحی، ظہورِ موعود، اور نئی شریعت کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ جماعت اہلِ اسلام کے نزدیک عقیدۂ ختمِ نبوت کی منکر شمار ہوتی ہے۔

ختمِ نبوت کے انکار کی شکلیں

اسلام کے بعد نئی شریعت کا امکان

بہائیت کے بنیادی انحرافات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اسلام کے بعد بھی نئی شریعت کے آنے کو ممکن بلکہ ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مہدی کے ظہور کا مطلب شریعتِ اسلام کا دوام نہیں بلکہ اس کا خاتمہ اور نئی شریعت کا آغاز ہے۔ یہ نظریہ براہِ راست عقیدۂ ختمِ نبوت کے منافی ہے۔ چناچہ علامہ ابو الفضل گلپایگانی اپنے کتاب الفرائد میں تحریر کیا ہے، جس کا اردو ترجمہ سید اُبو العباس رضوی جارچوی نے کیا۔ کتاب میں لکھا ہے کہ

"مہدی کا ظہور اسلام کے خاتمہ اور شریعت جدید کی ابتداء کا سبب ہوگا۔"[14]

"مظاہرِ امر" کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے

بہائی لٹریچر میں "مظاہرِ امر" یا "مظاہرِ خداوندی" کی اصطلاح کے ذریعے یہ نظریہ پیش کیا جاتا ہے کہ خدا کی طرف سے ہدایت دینے والے مظاہر کا سلسلہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ اسی بنیاد پر وہ اسلام کے بعد کسی نئی شریعت یا نئے صاحبِ امر کے امکان کو رد نہیں کرتے۔ یہی بات ختمِ نبوت کے اسلامی عقیدے سے ٹکراتی ہے۔

"یہ خیال بالکل باطل ہے کہ اسلامی شریعت کے بعد کوئی اور شریعت نہیں آسکتی اور مظاہرِ امر خداوندی کا دروازہ...ہمیشہ کے لئے بند ہے۔"[15]

خاتم النبیین اور "لا نبی بعدی" کی تاویل

بہائیت کا ایک اہم طریقہ یہ ہے کہ وہ قرآنی اور حدیثی نصوص کو ایسی تاویل میں لے جاتے ہیں جس سے ختمِ نبوت کا قطعی مفہوم باقی نہیں رہتا۔ وہ "خاتم النبیین" اور "لا نبی بعدی" کو نبوت کے مکمل اختتام پر دلیل نہیں مانتے۔ بلکہ ان کے نزدیک حضور ﷺ کے بعد "صاحبِ امر" کا ظہور ممکن ہے۔ چناں چہ الفرائد میں لکھتے ہیں کہ

"اور نہ لفظ خاتم النبیین سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب کوئی شریعت جدید اسلام کے بعد نہیں آئے گی اور نہ کلمہ لا نبی بعدی سے اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی صاحب الامر ظاہر نہیں ہوگا۔"[16]

بہاء اللہ کے لیے شارعیت/ربوبیت

بہائی نظریہ کے مطابق بہاء اللہ محض کسی مصلح یا مجدد کی حیثیت نہیں رکھتا، بلکہ اسے ایسا "مظہر" قرار دیا جاتا ہے جو نئی شریعت دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

اسی لیے بہائیت میں بہاء اللہ کو سابقہ شریعت کا پابند نہیں سمجھا جاتا۔ یہ تصور ختمِ نبوت کی نفی میں ایک بنیادی شکل ہے۔ اسی "الفرائد" میں لکھا ہے کہ

"مظہر امر اللہ شریعت سابقہ کو جاری کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے... کیونکہ یہ مرتبہ، مرتبہ شارعیت ہے۔"[17]

اسی نظریے کو مزید صراحت کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ "قائم موعود" کسی شریعت کے ماتحت نہیں، بلکہ خود شارع اور صاحبِ اختیار ہے۔ یہ بیان بہائیت کے اندر "نبوت/شریعت" کے تسلسل کو کھلے لفظوں میں ثابت کرتا ہے۔

"قائم موعود کا اصل منصب ربوبیت و شارعیت ہے نہ کہ کسی شریعت کے ماتحت ہونا۔"[18]

ختمِ نبوت کی نفی

کتاب: "ختمِ نبوت کی حقیقت"

اس کتاب میں ختمِ نبوت کے عقیدے کو صراحت کے ساتھ چیلنج کیا گیا ہے۔ خود اس کتاب کے ٹائٹل پر صاحب کتاب اور ماہنامہ "بشارت" کراچی کے مدیر سید محفوظ الحق علمی لکھتے ہیں کہ

"الیوم الموعود کی خبر دینے والے انبیاء کرام کا سلسلہ تو حضرت خاتم النبیین پر ختم ہو گیا البتہ "رسالت الٰہیہ" جاری ہے۔"[19]

اس کتاب کے مصنف کے نزدیک انبیاء کی بعثت ایک ایسی سنتِ الٰہی ہے جو ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ چناں چہ اسلام کے بعد بھی پیغمبروں کے آنے کو ممکن ہی نہیں بلکہ ضروری کہا گیا ہے۔

"پیغمبروں کو بھیجنا خدا کی وہ سنت ہے جو جاری تھی اور خدا کی سنت جاری رہتی ہے۔ لہذا پیغمبروں کا آنا...ضروری ہے۔"[20]

اسی کتاب میں ختمِ نبوت کے بنیادی تصور کو یہ کہہ کر رد کیا گیا ہے کہ قرآن میں کہیں یہ نہیں آیا کہ یہ شریعت آخری ہے یا اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ دعویٰ دراصل امت کے اجماعی عقیدہ، "عقیدۂ ختمِ نبوت" کی نفی ہے۔ چناں چہ واضح طور پر لکھتے ہیں کہ

"خدا نے کسی کتاب میں اور قرآن میں کہیں نہیں فرمایا کہ یہ کتاب اور شریعت آخری ہے اور اس پیغمبر کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ یہ باتیں امتوں اور لوگوں نے خود بنائی ہیں۔"[21]

اسی تسلسل کے تحت آگے یہ نظریہ بھی دیا گیا ہے کہ آنے والا موعود کسی سابقہ نبی یا شریعت کے ماتحت نہیں ہوگا۔

بلکہ وہ مستقل صاحبِ امر اور صاحبِ شریعت ہوگا، جو بہائیت کے بنیادی دعوے کی بنیاد ہے۔ اس لئے لکھتے ہیں کہ

"کسی گذشتہ پیغمبر کے ماتحت نہیں ہوگا۔ بلکہ مستقل صاحب امر و شریعت"[22]

کتاب: "التبیان والبرہان"

یہ کتاب عربی میں "ا، ج آل محمد عراقی" نے لکھی، دو حصص پر مشتمل ہے، اس کے پہلے حصے کا اردو ترجمہ سید محفوظ الحق علمی بہائی نے جب کہ دوسرے حصے کا ترجمہ چودھری عبدالرحمان بہائی نے کیا۔ کتاب بنیادی طور پر اگرچہ نزول مسیح اور ظہور مہدی کے عنوانات کا احاطہ کرتی ہے، لیکن اس میں ختمِ نبوت کے مقابلے میں یہ اصول پیش کیا گیا ہے کہ شریعتیں بدلتی رہی ہیں اور آئندہ بھی بدل سکتی ہیں۔ یہی تصور بہائیت کے نزدیک شریعتِ محمدی کے بعد نئی شریعت کے امکان کو بنیاد فراہم کرتا ہے۔ چناں چہ شریعت کے دوام کو رد کرکے تبدیلی کو قانونِ الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ چناں چہ لکھا ہے کہ

"شریعت کا بدلنا قانون الٰہی ہے۔"[23]

اسی کتاب میں رسالت کے تسلسل کو بالکل صریح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ جملہ ختمِ نبوت کی نفی کے لیے بہائیت کے اندر نہایت بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں نسل انسانی کے باقی رہنے تک رسولوں کے آنے کا دعویٰ موجود ہے۔

"رسالت ہمیشہ جاری رہے گی جب تک نسل انسانی ہے رسول آتے رہیں گے۔"[24]

اسی تسلسل کے تحت بہاء اللہ کے لیے "دوسری رسالت" کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ یہ دعویٰ براہِ راست حضور ﷺ کے بعد نئی رسالت ثابت کرنے کی کوشش ہے۔ اور یہی بات عقیدۂ ختمِ نبوت سے صریح ٹکراتی ہے۔ چناں چہ لکھتے ہیں کہ

"جب پہلی بعثت حضرت محمد ﷺ کی اہم رسالت ہوئی تو لازماً دوسری بعثت دوسری رسالت ہوئی جو حضرت بہاءاللہ کی رسالت ہے۔"[25]

کتاب: "ذکر ایام حضرت بہاءاللہ"

مذکورہ بالا کتاب حضرت بہاءاللہ کے سوانح حیات پر مشتمل ہے، جسے سید محمد وارث ہمدانی نے تحریر کیا ہے۔ جماعت بہائیت کے سابقہ نظریات کی طرح مذکورہ بالا کتاب میں بھی ایک طرف تو حضرت بہاءاللہ کے ظہور کو "بعثتِ عظیم" اور "دوبارہ شورِ قیامت" سے تعبیر کیا گیا ہے، جبکہ دوسری طرف سابقہ تمام ادیان کی شریعتوں کو بلا شرط منسوخ قرار دیا گیا ہے۔ ان بیانات کا علمی واعتقادی جائزہ لینے سے واضح ہوگا کہ بہائیت کے یہ دعوے اسلامی تعلیمات سے کس حد تک اختلاف رکھتے ہیں، ایسے درجنوں حوالہ جات کتاب میں موجود ہیں، لیکن ہم ذیل میں صرف وہ دو حوالے جو "دو اور دو چار" کی طرح واضح پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں

"حضرت بہاءاللہ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کی صحیح تاریخ تو معلوم نہ ہو سکی، لیکن یہ بات مسلم ہے کہ آپ کے زندان سیاہ چال میں قید ہونے کے دو ماہ بعد یعنی محرم ۱۲۶۹ھ، اکتوبر ۱۸۵۲ء میں وحی نازل ہوئی۔ یہ واقعہ بعثتِ حضرت باب (علی محمد) کے نویں سال اور ان کی شہادت کے اڑھائی سال بعد پیش آیا۔"[26]

اسی طرح شریعت محمدیہ سمیت سابقہ تمام شرائع بلا شرط بہائی منسوخ سمجھتے ہیں۔ چناں چہ کتاب میں لکھا ہے کہ

"حضرت بہاءاللہ کا ظہور اپنے سے پہلے تمام ادیان کی نظام شریعت کو بلا شرط منسوخ کرتا ہے۔"[27]

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ نے بھی اپنی کتاب "البہائیہ" میں عنوان "بہائیت میں نبوت و رسالت کا تصور" کے تحت تمام حوالہ جات جمع کرکے اس بات کو بہائیوں کے لٹریچر سے ہی واضح کیا کہ: بہائی انقطاع وحی اور رسالت کے قائل نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد انقطاع وحی اپنی حقیقت میں کوئی سند نہیں ہے۔ چناں چہ لکھتے ہیں کہ

"بہائیوں کے عقیدہ کے مطابق وحی اور رسالت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ محمد ﷺ کے بعد وحی کے منقطع ہو جانے کی بات حقیقی دنیا میں کوئی سند نہیں رکھتی۔"[28]

مزید برآں بہائیت سے متعلق مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی کتاب میں بابیوں اور بہائیوں کے دعاوی، ان کی تعلیمات، ان کے نظریات اور بڑے بڑے دارالافتاؤں سے استفتاء کے ذریعے اسلامی معاشرے میں ان کے احکامات مستند حوالہ جات کے ساتھ تفصیلی طور پر ملاحظہ فرمائیں۔[29]

بہائیت کا حکم

بابیت اور بہائیت دونوں کی بنیاد ایک ہے، اسلامی معاشرے کے دور جدید میں دونوں فتنے لازم و ملزوم ہیں اور ان کے پیروکار بھی ایک ہیں۔ ان کے احکامات کے بارے میں ذیل میں صرف ایک استفتاء یہاں نقل کیا جا رہا ہے وگرنہ "بابیت اور بہائیت" نامی کتاب میں درجنوں فتاویٰ جات موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں ایک استفتاء۔

بہائیت قبول کرنے والوں کا شرعی حکم

سوال: ایک شخص نے دین بہائی قبول کیا، یعنی بہاء اللہ کو موعود کل ادیان، ناسخ

قرآن تسلیم کرتے ہوئے اس نئی شریعت پر ایمان لایا جس کے مدعی بہاء اللہ ہیں۔ اس کتاب کا نام ''کتاب اقدس'' ہے جس کی تعلیمات کی رو سے تمام انبیاء ورسل اور آسمانی کتب بر طرف ہیں۔ اور سلسلہ رسالت کبھی ختم نہیں ہوتا، یعنی حضور اکرم ﷺ کو خاتم الرسل تسلیم نہیں کرتے۔ کیا اب زید دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا؟۔ حالانکہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔ کیوں کہ اس سے اس کے مندرجہ بالا عقائد پر ضرب نہیں پڑتی اگر زید دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا تو کیا اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا؟۔ اگر نکاح فسخ ہو جائے گا تو زوجہ دین مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے؟ جبکہ وہ مسلمان ہے۔

جواب: حامداً ومصلیاً۔ ان عقائد کے اختیار کرنے کے بعد یہ شخص ایمان سے خارج ہو گیا۔ اس کا نکاح فسخ ہو گیا۔ جب شوہر کے ساتھ وہ رہ چکی ہے تو پورا مہر لازم ہو گیا۔ اب اپنا مہر وصول کر سکتی ہے اور اس سے بالکل الگ رہے۔ کوئی تعلق زوجیت نہ رکھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم! حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند یکم ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ''[30]

خلاصہ کلام

بہائیت سے متعلق پیش کئے گئے حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ بہائیت کے نزدیک:

- اسلام کے بعد نئی شریعت آسکتی ہے
- ''خاتم النبیین'' اور ''لا نبی بعدی'' سے نبوت/شریعت کا خاتمہ ثابت نہیں ہوتا
- بہاء اللہ کے لیے بعثت، وحی اور مستقل شریعت ثابت کی جاتی ہے
- اس وجہ سے بہائیت اہلِ اسلام کے عقیدۂ ختمِ نبوت کے خلاف ہے

کتابِ اقدس (Bahai sacred text) یہ بہائی مذہب کی مقدس کتاب ہے جس میں دین وشریعت اور دیگر موضوعات شامل ہیں۔

جماعت ذکریت

ذکریت کا تعارف

ذکریت، مذہب کے لبادے میں ایک گروہ ہے جو زیادہ تربت، مکران بلوچستان، ایران کے بعض علاقوں، اور پاکستان کے ساحلی خطوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ گروہ خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے، مگر اس کے متعدد عقائد واعمال عمومی اسلامی عقائد سے مختلف ہیں۔

ذکریت کے ماننے والے ''ذکر'' کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں، اسی وجہ سے انہیں ''ذکری'' کہا جاتا ہے۔ ان کے ہاں بعض مخصوص مذہبی رسومات، اجتماعی عبادات اور جداگانہ عقائد پائے جاتے ہیں۔

بانی جماعت ذکریت

اس فرقہ کا پیشوا محمد بن یوسف المعروف مہدی اٹکی ہے۔ جو پندرھویں صدی کے آخر یا سولہویں صدی کے آغاز میں مکران، بلوچستان کے علاقے میں ظاہر ہوا۔ اس کی پیدائش 977ھ بمطابق 1569 کو ہوئی۔ اس نے اپنا مرکز تربت کو بنایا۔ مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد میں اجرائے وحی کا بھی دعویٰ کیا۔ یہ فرقہ اٹکی کو خاتم النبیین سمجھتا ہے۔ 1029ھ بمطابق 1619ء کی رات کو غائب ہو گیا۔ اس کے مریدین نے کہا

''وہ ایک نور تھا۔ آسمان پر چلا گیا۔''

اس شخص نے اپنے بارے میں مختلف دعوے کیے، جن میں: ''مہدی ہونے کا دعویٰ، روحانی پیشوا ہونے کا دعویٰ، بعض روایات کے مطابق نبوت یا نبوت سے مشابہ مقام کا دعویٰ'' شامل ہیں۔ ان کی تفصیلات آگے حوالہ جات سمیت آرہی ہیں۔

اس کے پیروکاروں نے اسے غیر معمولی شخصیت قرار دیا اور اس کی تعلیمات کو شریعتِ اسلامیہ پر فوقیت دینا شروع کیا۔ اہلِ علم کے نزدیک یہ دعاوی گمراہی پر مبنی تھے، کیونکہ اسلام میں مہدی کے ظہور سے متعلق جو علامات وروایات ہیں، وہ اس شخص پر قطعاً منطبق نہیں ہوتیں۔

ذکری فرقہ کی وجہ تسمیہ

ذکری راہنما سید عیسیٰ نوری جو پسنی میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی کتاب ''ذکری تحریک تاریخ کی روشنی میں'' میں لکھا کہ مہدی کی تعلیمات کا مرکز ہی ذکر الٰہی ہے۔ ذکری ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ذکر الٰہی میں محو رہتے ہیں۔ اس وجہ سے ذکری کہلاتے ہیں۔

ذکری جماعت کا دعوی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کی ہجرت کو نو سو ستر سال ہوئے تو ہندوستان میں محمد مہدی کا ظہور ہوا۔ وہ ہجرت کے ایک ہزار سال بعد تقریباً 1029ھ، مطابق 1619ء میں روپوش ہو گیا۔ اس کی تائید میں ایک جھوٹی حدیث بھی گھڑ لی گئی۔ چناں چہ شے محمد قصر قندی لکھتا ہے

﴿قال ابو بکر یا رسول اللہ ﷺ مسئلتی منك ان متی ككان الخروج المهدي قال رسول اللہ ﷺ فقد جاء بعد مماتی من بلاد هند فی سنة سبع وسبعین وتسع ومائة اسمه كاسمی و اسم ابوه كاسم ابی﴾

(حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ فرمایا کہ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں وہ یہ کہ مہدی کا ظہور کب ہو گا تو پیغمبر خدا نے اس پر درود وسلامتی بہشت کی ہو، فرمایا: بے شک میری وفات کے بعد 977ھ میں مہدی ہندوستان سے آئے گا وہ میرا ہم نام ہو گا ان کے والدین کے نام میرے والدین کے جیسے ہوں گے۔)[31]

غرض اس قسم کی اور بھی روایتیں ہیں مگر طوالت کے خوف سے ہم اس پر اکتفا کرتے ہیں مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد اٹکی کا ظہور ہیں از روئے ذکری تحریرات ۹۹۷ھ بمطابق 1569 میں ہوا۔

سفر نامہ مہدی از شیخ عزیز لاری فارسی رسالہ، جس کا ذکری رہنما ملا مزار عومرانی نے اردو میں ترجمہ کیا ہے: اس میں ملا محمد اٹکی کہتا ہے

''سب سے پہلے میرا ظہور ہند اٹک (اٹک) میں ہوا پھر میں نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ شہر تک (اٹک) سے کشمیر، دہلی، ملتان، سندھ، دیول بندر سے گوادر اور مسقط کا سفر کیا۔ گوادر کے قریب ساحل پر راستے میں ایک پہاڑ ہے، جہاں ہم نے چالیس دن تک قیام فرمایا۔ لہٰذا اس کا نام ''جبل مہدی'' پڑ گیا۔''[32]

واقعہ ملا محمد اٹکی

ملا محمد اٹکی کا واقعہ قاضی القضاۃ قلات حضرت مولانا قاضی عبدالصمد سر بازیؒ، حضرت مولانا محمد موسیٰ دشتیؒ، حضرت مولانا محمد حیات اور دیگر علماء واد باء نے لکھا ہے اور ہر ایک نے اپنی تحقیق کے مطابق لکھا ہے جسے یہاں پر مختصر بیان کیا جارہا ہے

''اس بے سر و پا مذہب کا بانی شیخ الضلالۃ ملا محمد اٹکی ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ ایک پنجاب کا رہنے والا تھا۔ جہاں گردی کرتا ہوا سرزمین کیچ میں جانکلا اور اس علاقہ کے باشندوں کی جہالت سے ناجائز فائدہ اٹھانے لگا حتی کہ مہدویت کا دعوی دار ہو کر اپنے آپ کو ''مہدی موعود'' اور ''نبی مشہور'' کرنے لگا اس کی جادو بھری تقریروں سے وقت کے سردار فریفتہ ہوگئے۔ مختصر مدت میں اس نے عوام وخواص میں مقبولیت حاصل کی۔ رفتہ رفتہ اس نے ایک کتاب لکھی، خفیہ طور پر جا کر تربت کے قریب ایک جنگلی درخت کے شگاف میں رکھ دی، جسے بلوچی اور فارسی میں ''کہور'' یا ''کہیر'' کہتے ہیں اور ادھر مشہور کر دیا کہ رات اللہ تعالی نے تمہاری ہدایت و رہبری کے لیے مجھ پر ایک کتاب نازل کی ہے۔ چناں چہ مریدوں کی معیت میں جا کر وہ کتاب لے آیا۔ مریدوں نے اس کتاب کو بوسہ دیا سر اور آنکھوں پر رکھا۔ حضرت قاضی عبدالصمد صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ وہ کتاب نظم میں تھی جواب نایاب ہے۔''[33]

غرض کہ اپنی خود نوشت کتاب لا کر اس کے مطابق لوگوں کو تعلیم دیتا اور احکام بتاتا اس کا دعوی تھا کہ شرع محمدی کو امام مہدی نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس کی فرضیت کا اعتقاد کفر ہے اب محمد مہدی کی شریعت جاری ہوگئی ہے تم اس کے امتی ہو۔ اب نماز، روزہ، حج بیت اللہ اور قبلہ کی کوئی حیثیت نہیں۔ (یعنی سب منسوخ ہوگئے۔)

از روئے تحقیق حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ ملا محمد اٹکی پہلے سرباز گیا تھا، وہاں پر فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے کچھ لوگ آئے ہوئے تھے۔ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتے تھے۔ ان سے ملا محمد موصوف نے گفت وشنید کی، دونوں میں عقیدہ مہدی باطن پرستی فلسفہ وحدۃ الوجود بطور اقدار مشترکہ موجود تھے۔ دونوں کے خیالات کے ملاپ سے ایک تیسرے فرقہ ''ذکری'' نے جنم لیا۔ اس کے بعد ملا محمد موصوف بغرض تبلیغ کیچ (تربت) پہنچا۔ یہاں پر انہی عقائد کا پرچار کیا اور اپنے آپ کو ''نبی صاحب کتاب'' مشہور کیا اور اپنی اس خود نوشت کتاب کو ظاہر کیا اور اس کا نام ''برہان'' یا ''برہان التاویل'' رکھا۔ جسے ایک روایت کے مطابق ''کنز الاسرار'' بھی کہتے ہیں، مگر اس وقت یہ کتاب ناپید ہے شاید کسی ذکری ملائی کے پاس موجود ہو۔

غرض تربت، مکران اس فرقہ کا مرکز قرار پایا۔ نیز یہاں تربت میں ''ملا مراد'' نامی با اثر آدمی اس کے حلقہ ارادت میں آگیا اور اس نے اس کو اپنا خلیفہ بنا دیا۔ ''کوہ مراد'' اسی ملا، ''ملا مراد خلیفہ'' کی طرف منسوب ہے۔ پھر متبرک مقامات کا تعین شروع ہوگیا۔ بر کہور (جنگلی درخت) جہاں پر ان کی مذہبی کتاب ''برہان'' نازل ہوئی، مہبط الہام قرار پایا۔ یہ ایک درخت ہے جو تربت بازار سے مغرب کی جانب ہے۔ حج کے لیے ''کوہ مراد'' (مرادیں برلانے والا پہاڑ) کو مقرر کیا گیا، جو تربت سے جنوبی جانب ایک پہاڑی ہے، پسنی بندر جاتے ہوئے لب سڑک واقع ہے۔ عرفات کے لیے ''گل ڈن'' کو تجویز کیا گیا، جو تربت سے جنوباً ایک میدان ہے۔ زم زم کی جگہ ''کاریز ہزئی'' نے لے لی۔ جو تربت کی ایک کاریز (زمیں دوز نالی) تھی اور اب خشک ہوگئی ہے۔ ''کوہ امام'' غار حرا بنا۔ یہ ''کوہ مراد'' کے مغربی جانب ایک دوسری پہاڑی ہے، ذکری لوگ اس کے دو معجزات بھی بیان کرتے ہیں: ایک دودھ کا۔ دوسرا پانی کا۔ یہ اس نے عصا مار کر زمین سے نکالے تھے۔

ملا محمد اٹکی نے جب اپنے مروجہ مذہب پر لوگوں کو مضبوط و مستحکم پایا تو خفیہ طور پر وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا چناں چہ ایک رات اپنی نشست گاہ (بیٹھک) میں چادر دفن کر کے اس کا ایک گوشہ ظاہر کر کے وہاں سے فرار ہوگیا۔ صبح کو مریدوں نے آکر دیکھا تو اپنے مہدی کو غائب پایا۔ اس کے غائب ہونے پر مریدوں نے افسوس کیا اور رونا پیٹنا شروع کیا اور چادر کا ایک گوشہ باہر باقی زمین میں دفن ہونے پر انہوں نے از خود یہ رائے قائم کر لی کہ ان کا پیغمبر محمد مہدی (اٹکی) زیر زمین چلا گیا ہے اور زمین میں غوطہ مارنے کے بعد سیدھا آسمانوں میں خدا کے پاس چلا گیا ہے۔ انہوں نے یہ اعتقاد رکھ لیا کہ:

﴿نورے بود بعالم بالا رفت﴾

(مہدی ایک نور تھا اور آسمانوں میں چلا گیا۔)[34]

قاضی القضاۃ قلات حضرت مولانا قاضی عبدالصمد صاحب سر بازیؒ نے اس مقام پر کیا خوب فرمایا ہے لکھتے ہیں کہ

''اس فرقے کا عقیدہ ہے کہ ہمارا مہدی اس کے بعد زمین کے اندر چلا گیا اور اس کے پیرواپنے ہادی کے زمین میں دھنس جانے پر فخر و ناز کرتے ہیں مگر نہیں جانتے ہیں کہ زمین میں قارون صفت کا دھنس جانا قہر الہی کا باعث ہے مگر افسوس کہ یہ لوگ ضلالت و گمراہی کے بدترین نمونے پر شکار ہو کر جس مصنوعی مہدی کو اپنا پیغمبر تسلیم کرتے اور یہ عقیدہ رکھتے

ہیں کہ ہمارا مہدی بنی نوع انسان سے نہ تھا بلکہ مجسم طور پر نوری تھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کا کوئی ماں باپ نہ تھا۔ زمین میں چلے جانے کے باوجود عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اب تک زندہ وحیات ہے۔ عرش پر خداوند تعالیٰ کے سامنے کرسی بچھائے بیٹھا ہے ہماری وکالت و نگرانی کرتے ہوئے ہمیں دوزخ میں جانے نہیں دیتا۔"

افسوس صد افسوس غفلت و ضلالت کا پردہ اس قدر ان کی عقل کے پردوں پر پڑا ہوا ہے کہ اس قدر بھی نہیں سوچ سکتے کہ جو راستہ اس کو نصیب ہوا ہے وہی تو قارون کا راستہ ہے جس کی منتہا سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں۔(ترجمان بلوچ 15 نومبر 1936ء تبرا سلام بر کہور گریان، ارمغان ذکریان ص 3 عمدۃ الوسائل از مولوی محمد موسی مطبوع ، 1345ھ مقالہ ص:۳)"[35]

ذکری گروہ "سید محمد جونپوری" کو مہدی آخر الزمان مانتا ہے۔ نیز اس کو رسول بھی مانتا ہے۔ ذکری مذہب میں سید محمد جونپوری کو ماننے والے "فرقہ مہدویہ" کے نام سے معروف ہیں۔ فرقہ مہدویہ کے بارے میں بھی مختصر تعارف ذیل میں ملاحظہ فرمائیں

مہدویہ گروہ

سید محمد جونپوری کا گروہ "فرقہ مہدویہ" کے نام سے مشہور تھا۔ ذکری جماعت کا بانی ملا محمد اٹکی بھی اسی سید محمد جونپوری کے ہی مریدین میں سے تھا۔ مہدویہ گروہ کے متعدد مقامات پر مختلف نام ہیں۔

(1) مہدوی،(2) دائرہ والے،(3) مصدق،(4) ذکری،(5) داعی،(6) طائی

فرقہ مہدوی کے بانی سید محمد جونپوری کا تعارف

سید میں جونپوری کی پیدائش 874ھ، مطابق 1443ء بروز پیر جونپور (دو آبہ) ہندوستان میں ہوئی۔ اہل سندھ اس کو میراں سائیں اور مکران، قلات و ایران کے ذکری لوگ اسے "نور پاک" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

887ھ کو اس نے جونپور چھوڑ دیا۔ مختلف علاقوں کے گشت کرنے کے بعد 900ھ کو احمد نگر مہاراشٹر پہنچا۔ وہاں سے 901ھ کو حج کے لئے روانہ ہوا نوماہ قیام کیا۔ اور پھر رکن عراقی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ

"میں مہدی آخر الزمان ہوں۔ میرے ہی بارے میں اللہ نے انتباہ اور نبی ﷺ کے زبانی وعدہ فرمایا تھا۔"

واپسی احمد نگر سے ہوتے ہوئے سندھ (ٹھٹہ) آیا۔ چھ ماہ قیام کیا۔ وہاں سے قندھار پہنچا۔ اور مختلف امراء وسلاطین کو خطوط لکھے۔ کہ میں مہدی ہوں، میری پیروی کرو، فلاح پاؤ گئے ۔ ورنہ سخت عذاب ملے گا۔ قندھار سے فراہ (جو پہلے ایران میں شامل تھا، اب افغانستان میں شامل ہے۔ اس علاقہ میں 910ھ کو انتقال ہوا۔

اس نے اپنے کو مہدی ثابت کرنے کے لئے والد کا نام عبداللہ۔ اور والدہ کا نام آمنہ رکھ دیا۔ حالانکہ اس کے والد کا اصل نام یوسف خان اور والدہ کا نام آقا ملک (آغا ملک) تھا۔ (مکمل تفصیل مہدوی تحریک میں موجود ہے۔)

کفریہ عقائد مع انکار ختم نبوت

ذکریت کے بعض عقائد میں ان کے بانی کو ایسا مقام دینا شامل ہے جو نبوت یا نئی ہدایت کے دعوے سے مشابہ سمجھا جاتا ہے۔ جب کوئی گروہ کسی شخصیت کو ایسا درجہ دے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نئی شریعت، مستقل روحانی اتھارٹی یا نبوت نما منصب کا حامل ہو، تو یہ عقیدہ ختمِ نبوت کے منافی شمار ہوتا ہے۔

اہلِ علم نے اسی وجہ سے ذکریت کے ان نظریات کو سختی سے رد کیا ہے، کیونکہ: نبوت محمد ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی، رسول یا شریعت لانے والا نہیں آسکتا۔ اب کسی بھی شخص کو نبوت نما مقام دینا گمراہی ہے۔ ذیل میں ذکریوں کے چند کفریہ عقائد کے مختصر حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

﴿لا اله الا الله نورپاک نور محمد مہدی رسول الله﴾[36]

﴿لا اله الا الله الملك الحق المبين، نورپاک نور محمد مهدی رسول الله صادق الوعد الأمين﴾[37]

(قدسیوں کا رفیق ہے۔ میٹھے باغ کا بلبل ہے۔ قرآن کی تاویل کرنے والا ہے۔ آخری نبی ہے۔ اماموں کا سید ہے اور خاتم النبی ہے۔ نور محمد مہدی اول آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام)[38]

"تاویل قرآن، نبی تمام سید امام، مرسل خاتم رفیع الاکرام نور محمد محمدی اول آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام"[39]

"توئی خاتم جملہ پیغمبراں ہوئی تاجدار ہمہ سروراں"[40]

"امام رسل پیشوائے سبل، ہمہ ہمچو برگ است او ہمچو گل، نزول وحی از شرفہ عرش بریں، ازاں اول است مہدی آخریں"

(سب پیغمبروں کے امام اور راہ راست کے پیشوا، دوسرے سب پتے ہیں اور وہ پھول کے مانند۔ ان کا نزول عرش بریں سے دیکھو، اسی وجہ سے مہدی علیہ السلام نور اولین اور آخرین ہیں۔)[41]

"جس نے اللہ تعالیٰ کی خدائی پر اور میری پیغمبری پر ایمان لایا وہ مجھ سے ہے اور جو الٹے منہ پھرا اور شک کیا وہ کافر ہو گیا۔"[42]

اسی قلمی نسخہ "سیر جہانی" میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ

”جو شخص تمام دوسرے پیغمبروں پر ایمان لاکر محمد اٹکی کی پیغمبری کا منکر ہو یا ذکری دین کو غلط سمجھے وہ کافر شمار ہو گااور دوزخ سے خلاصی نہ پاسکے گا۔“[43]

اسی حوالہ سے ایک آخری کچھ طویل اقتباس نقل کئے دیتے ہیں جس سے ان کے کفریہ عقائد بالکل واضح ہو جائیں گے۔ نور جمال پادشاہی ”معراج نامہ“ میں کیا لکھتے ہیں۔

”روزی در خاطر شریف او (یعنی محمد ﷺ) گذشت کہ نور اولین و آخرین ورسول رب العالمین منم وبعد از من پیغمبری درواردنیا پیدا نخواھد بود و چون شب داشتم آدینہ بود کہ از مسجد تجرہ برون آمدہ ودر آن مسجد الحرام رفت، در طاعت باری تعالی شروع شد مھتر جبرئیل گفت یا محمد فرمان الھی است کہ ترابسوئے سموات خواھم بردتا بہ جنت تا بہ عرش اللہ عظیم از سبب آنکہ آن روز بایاران خود در میان مسجد یک سخن بزرگ بیان کردہ ای وخود رانور اول و آخر خواندی، باز بیرون بیائی بدرگاہ من و آن نور برگزیدہ راکہ دوست درگاہ من است اورا بہ بینی ومشاھدہ کنی و شرق و بزرگی اورا بہ بینی وشرف و بزرگی اورامشاھدہ کنی وخود را بدانید، و بارہ دیگر نور اول و آخر نخوانی و بدانید کہ نور اول و آخرین محبوب رب العالمین محمد مھدی آخر زمانی است

وچون وقت کہ برابر دیدارہ آن نور ملاقات باشی چندین اسرار ہے نھانی و مخفی بدانداز خزانہائے دریاعلم خداباری تعالیٰ ہم چون غواص بیرون کشید و باز نور مھدی بامن گفت کہ تو احمدی یا محمدی، و گفتی کہ من احمدم نہ محمد، نور مھدی و خاطم بنی (خاتم النبی) توئی و پس نور مہدی گفت یا نبی اللہ خدائے تعالی باقطرہ عرق از پیشانی تو من چکانید و نور جمال از روحپاک تو آفریدہ کردہ وچون رسول اللہ گفت یانور مھدی مراازنام شریعت از بزرگی خودیک عطابدھید تاھر دوجھان باشرف باشم وکمالیت یابم؟“

اس پورے کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے فرمایا تھا کہ نوراولین و آخریں ہیں ہوں اور میں ہی خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اس دعوی کے بعد آنحضرت ﷺ کو قدرے فکر ہوا کہ میں نے کیسا غلط دعوی کر دیا (نعوذ باللہ) سمجھانے کے غرض سے آپ کو معراج کرایا گیا۔ وہاں پہنچے تو نور محمد مہدی اس کی سے ملاقات ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو غلط دعوی تم نے کیا ہے اس کی حقیقت نور پاک محمد مہدی اس کی سے معلوم کر وہ۔ نور پاک محمد مہدی نے پوچھا کیا خیال ہے؟ نو را ولین و آخرین اور خاتم النبیین میں ہوں کہ تم ہو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نور پاک نور محمد مہدی، نور اولین د آخرین اور خاتم النبیین تم ہو، میں احمد ہوں۔[44]

ذکری فرقہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہے اور ملا محمد اٹکی کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ چناں چہ موسیٰ نامہ میں لکھا ہے کہ

”محمد مہدی تمام پیغمبروں سے افضل ہیں۔ تمام انبیاء کرام پر لازم ہے کہ وہ محمد اٹکی پر ایمان لائیں۔“[45]

”اور ہم کپڑے بالکل پاک پہنتے ہیں اور پلید سے ذکر الہی کرنا گناہ سمجھتے ہیں اور جو آدمی ہمارے مذہب میں چالیس دن ذکر الہی نہ کرے اس کو کافر یانا کارہ سمجھتے ہیں۔“[46]

”ذکریوں کے نزدیک اللہ کے فرمان: حتی یاتی اللہ بأمرہ میں امر اللہ سے مراد مہدی ہیں۔“[47]

انکار نماز

”پانچ وقت نماز کی جگہ ذکر مراد ہے۔“[48]

”چناں چہ کوئی ایک ذکری بھی نماز نہیں پڑھتا ہے۔ اگر ان میں کوئی ایک بار بھی نماز پڑھے تو اس کو بد دین اور مرتد شمار کرتے ہیں۔“[49]

انکار روزہ

”رمضان کے روزے منسوخ ہیں۔ یہ رمضان کے بجائے دیگر ایام میں تین ماہ اور آٹھ دن کے روزوں کے قائل ہیں۔ جن میں ذی الحج کے آٹھ، ایام بیض، ہر دوشنبے کے روزے کے قائل ہیں۔“[50]

”ذکری نماز کی طرح ماہ رمضان کے روزہ کے بھی منکر ہیں۔ ذکری زکوۃ کا بھی چالیسواں حصہ کی بجائے زکوۃ عشر لیا کرتے ہیں۔“[51]

حج بیت اللہ

”حج بیت اللہ کے منکر ہیں۔ خانہ کعبہ کو قبلہ تصور نہیں کرتے۔ بلکہ کوہ مراد جاکر حج کرتے ہیں۔ جو تربت (ضلع مکران) کے قریب ایک میل کے فاصلے پر پہاڑ ہے -۲۷ رمضان اور نہم، دہم ذی الحج کو زیارت کے بہانے حج کرتے ہیں۔ انہوں نے تربت میں ہی منی، حرم، مقام محمود، آب کوثر، شجر طوبیٰ، پل صراط، عرفات، غار حراء، آب زم زم سب بنایا ہوا ہے اور اسے ہی حقیقی سمجھتے ہیں۔“[52]

”ذکری لوگوں کے نزدیک حج بیت اللہ منسوخ ہے۔“[53]

انکار قبلہ بیت اللہ

”قبلہ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ کے تحت بیت اللہ کو کعبہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔“[54]

ذکری عبادت

”میری عبادت، ذکر خداوندی پانچ وقت، رکوع اور سجدے تین وقت، روزہ تین ماہ، آٹھ دن زکوۃ، چالیس پر ایک عشر ہر کمائی پر واجب ہے“[55]

توہین قرآن

"نزول قرآن کا دعویٰ کیا، اور کہا ۱۴۰ سپارے تھے۔"[56]

چوگان، مذہبی رقص

"چاندنی راتوں میں، کھلے میدان دائرہ کی صورت میں رقص ہوتا ہے۔ رقص میں آگے پیچھے، اوپر نیچے ہوتے ہیں، جس میں دائرہ اپنے حال میں باقی نہیں رہتا۔ ذکری مذہب میں اس رقص کا بہت بڑا ثواب ہے۔"[57]

ذکریت کے مذکورہ بالا عقائد کی روشنی میں معلوم ہوا کہ: نماز، روزہ اور دیگر عبادات میں جداگانہ طریقے حج کے بجائے اپنے مخصوص مقام کی زیارت کو اہم سمجھنا، بانیِ فرقہ کو غیر معمولی روحانی مقام دینا، بعض اسلامی احکام میں تبدیلی یا تاویل، امتِ مسلمہ کے اجماعی عقائد سے انحراف: یہ تمام امور انہیں مرکزی اسلامی دھارے سے الگ کرتے ہیں۔ لیکن آج کل ختم نبوت کے بارے میں ذکریوں کے بعض تعلیم یافتہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو ختم نبوت کو مانتے ہیں مذکورہ بالا عبارت کو پڑھنے کے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ وہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم نبوت کے قطعی قائل نہیں ہیں بلکہ وہ محمد مہدی اٹکی پر ختم نبوت کے قائل ہیں۔

ذکریوں کا حکم

مذکورہ بالا وجوہات اور کفریہ عقائد کے باعث ذکریوں سے

"ا۔ نکاح جائز نہیں ہے (۲) ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔"[58]

ذکری فرقے کے عقائد و نظریات کے بارے میں ان کی کتب کے علاوہ ایسے افراد کی شہادتیں بھی شامل ہیں جنہوں نے خود اس نظام فکر کے اندر رہ کر اس کی تعلیمات، رسومات اور اعتقادات کا گہرا مطالعہ کیا، پھر تحقیق، غور و فکر اور حق کی تلاش کے نتیجے میں اسلام کی راہ اختیار کی۔ ان حضرات نے نہ صرف ذکری مذہب کے بنیادی عقائد کو قریب سے دیکھا بلکہ اس کے پیشوا اور مذہبی رہنما ہونے کی حیثیت سے اس کے داخلی نظام سے بھی پوری طرح واقف تھے۔ انہی عینی شہادتوں اور ذاتی مشاہدات کی روشنی میں ذکری عقائد و نظریات کی حقیقت زیادہ واضح انداز میں سامنے آتی ہے۔ ذیل میں ایسے ہی چند معروف سابق ذکری پیشواؤں کے مختصر تعارف پر مولانا عبدالحق بلوچ کی ایک کتاب کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں کہ

> "ذکریوں کے باطل عقائد اور تحریفات کے متعلق معلومات کا ایک ماخذ وہ نو مسلم حضرات بھی ہیں جنہوں نے اپنی عمر کا ایک طویل حصہ ذکری دین کے پیشوا کی حیثیت سے گزارا اور بعد میں توفیق خداوندی سے اسلام کے جادہ مستقیم اور شاہراہ ہدایت کی طرف عنان تائب ہو گئے۔ ان میں پہلی شخصیت حضرت مولانا نور محمد زامرانیؒ کا نام نامی سر فہرست ہے۔ ان کی پیدائش 1308ھ میں ذکری ملاؤں کے ایک معروف گھرانے میں ہوئی، والد کا نام ملا مولا داد تھا۔ مولانا مرحوم کا بیان ہے کہ اپنے والد سے ناظرہ قرآن اور ابتدائی فارسی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے اس فرقہ کے دینی کتب کے مطالعہ کا موقع ملا، میں نے جب حقیقت حال پر اطلاع پایا میں نے اپنے والد سے کافی بحث مباحثے کے بعد اکیس بائیس سال کی عمر میں اس دین کو خیر باد کہہ دیا۔
>
> دوسری شخصیت ملا کاملان زامرانی ہے جس کا والد مولا نور دین تھا اور ذکریوں کے مستند پیشواؤں میں شمار ہوتا تھا ملا کمالان بھی اسی راہ پر گامزن رہا اور تقریباً پچیس سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوا۔
>
> تیسری شخصیت ملا اعظم ولد ملا یار محمد ہے جنہوں نے تقریباً پچاس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور ان کا شمار بھی ذکریوں کے اہم ترین پیشواؤں میں ہوتا تھا۔ اسی طرح دیگر کئی ایسے معززین ہیں جنہوں نے سن رشد میں قدم رکھنے کے بعد اسلام قبول کیا اور ذکری دین سے بھی کافی واقفیت رکھتے ہیں، اسلام کو انہوں نے علی وجہ البصیرت قبول کر لیا ہے۔"[59]

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا تینوں جماعتوں یعنی بابیت، بہائیت اور ذکریت کے عقائد کا جائزہ واضح کرتا ہے کہ یہ تحریکیں عقیدۂ ختم نبوت کے مسلمہ اسلامی تصور سے انحراف کی بنیاد پر وجود میں آئیں۔ ان کے بنیادی افکار اسلامی عقائد سے متصادم ہونے کے باعث اہلِ علم نے انہیں امتِ مسلمہ کے اجماعی عقائد سے خارج قرار دیا ہے۔ ان فتنوں کے فکری اور اعتقادی اثرات صرف نظری مباحث تک محدود نہیں بلکہ امت کے اتحاد اور دینی تشخص پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور دینی نصوص کی تعبیر و تشریح میں بھی نئے بحران پیدا کرتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ فرقہ واریت اور تعبیرِ نصوص کے باہمی تعلق کا جائزہ لیا جائے اور یہ جانا جائے کہ ایسے رجحانات کے عملی اثرات کیا ہیں اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کس طرح ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

فرقہ واریت اور تعبیرِ نصوص کا بحران

فرقہ واریت عموماً اس وقت جنم لیتی ہے جب کسی مذہبی نظام میں نصوصِ مقدسہ کی تعبیر کے لئے کوئی متفقہ معیار باقی نہ رہے۔ جب ہر فرقہ اپنی فکری ترجیحات یا جماعتی مفادات کی بنیاد پر نصوص کی نئی تاویل پیش کرنے لگے تو وحدت کی جگہ انتشار، اور یقین کی جگہ ابہام پیدا ہو جاتا ہے۔ مختلف گروہ اپنے نظریات کے اثبات کے لیے دینی نصوص کی ایسی تعبیرات اختیار کرتے ہیں جو جمہور امت کے فہم سے مختلف ہوتی ہیں۔ یہی طرزِ فکر عقائدی انتشار اور فکری کشمکش کو جنم دیتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں قرآن و سنت کے ساتھ اجماعِ امت نے تعبیر کے اس بحران کو پیدا

ہونے سے روکے رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت امتِ مسلمہ میں ایک غیر متنازع اور مسلمہ حقیقت کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ اس کے برعکس جب بعض الحادی و انحرافی گروہوں نے نصوص کی تعبیر کو ذاتی، سیاسی یا مسلکی مفادات کے تابع کرنے کی کوشش کی، تو نبوت کے مسئلے پر غیر اسلامی اور الحادی تصورات سامنے آنے لگے۔ تاہم اسلامی تاریخ کا غیر جانب دارانہ مطالعہ اس حقیقت کی شہادت دیتا ہے کہ امت کے اجتماعی شعور نے ہمیشہ ایسے رجحانات کو رد کیا اور ختم نبوت کو ایمان کا لازمی جز و قرار دیا۔

فرقہ واریت کے عملی اثرات اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ

فرقہ واریت کے اثرات صرف نظری یا فکری سطح تک محدود نہیں رہے بلکہ عملی اور سماجی سطح پر بھی ان کے سنگین نتائج ظاہر ہوئے۔ جب نبوت کے تصور میں ابہام یا وسعت پیدا کی جاتی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ شریعت کی قطعیت پر ضرب کی صورت میں سامنے آتا ہے، کیوں کہ شریعت کا سرچشمہ براہِ راست نبوت سے وابستہ ہے۔ اسی اثناء میں اگر نبوت کو ایک جاری، غیر متعین یا مسلسل عمل تصور کر لیا جائے تو دینی احکام کی حتمیت باقی نہیں رہتی، اور ہر نئے مدعی شریعت کی نئی تعبیر پیش کرنے کا مجاز ٹھہر جاتا ہے۔ اسی نکتے کو علماءِ اسلام نے بارہا واضح کیا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت دراصل شریعت کے تحفظ اور دینی نظام کی بقا کی ضمانت ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق نبوت کے اختتام کا مفہوم یہ ہے کہ دین اپنی اساس کے اعتبار سے مکمل ہو چکا ہے اور اب کسی نئی بنیادی ہدایت کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ یہ تصور اسلامی نظامِ فکر میں استحکام اور یقین کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں ختم نبوت کا تحفظ اور فرقہ واریت کا سدِّ باب

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں یہ ایک نمایاں اور قابل غور حقیقت ہے کہ شدید فقہی، فروعی اور فکری اختلافات کے باوجود عقیدۂ ختم نبوت ہمیشہ محفوظ رہا۔ یہ محض ایک تاریخی اتفاق نہیں بلکہ ایک الٰہی حکمت اور دینی نظام کی مضبوطی کا مظہر ہے۔ علماءِ اہلِ سنت، ائمہ فقہاء، محدثین اور متکلمین سب اس بات پر متفق رہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی بھی درجے کی نبوت، تشریعی ہو یا غیر تشریعی، اسلامی عقیدے کا حصہ نہیں بن سکتی۔

یہی اجماعی عقیدہ اور اس کی سوچ فرقہ واریت کے اثرات کو بنیادی عقائد تک پہنچنے سے روکتی رہی۔ یہی عقیدہ امت کو فکری انتشار سے محفوظ رکھتا رہا۔ اختلاف اگر رہا بھی تو وہ فقہی یا فروعی دائرے میں محدود رہا، عقیدے کی اساس تک کبھی نہ پہنچ سکا۔

عصری تناظر میں اجتماعی شعور اور ختم نبوت کا تحفظ

اس تحقیق کے دوران اختیار کیے گئے محدود مطالعے اور معاصر مشاہدے سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ پاکستان میں بعض دینی جماعتیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے فرقہ وارانہ شناختوں سے بالاتر ہو کر مسلکی امتیازات کے بغیر اجتماعی کردار ادا کر رہی ہیں۔ بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کردار اس حوالے سے نمایاں نظر آتا ہے، جس نے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء اور عوام کو ایک متفقہ عقیدے کے تحت منظم کرنے کی کوشش کی اور ایک ایسا پلیٹ فارم فراہم کیا جسے پوری امت مسلمہ قبول کرتی ہے۔

دورِ حاضر میں بھی اس جماعت کے اجتماعات اور سرگرمیوں سے اس اجتماعی شعور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس موضوع کی وسعت، سماجی اثرات اور فکری پیچیدگی کے پیشِ نظر یہ اس جماعت کا تعارف ایک مستقل تحقیقی مقالے کا متقاضی ہے، مقالہ ہذا میں اس پر تفصیلات کی گنجائش نہیں۔ یہاں اس کا ذکر محض ایک تحقیقی مشاہدے کے طور پر کیا گیا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ: اسلامی علمی حکمتِ عملی

اسلامی تعلیمات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تین بنیادی اصول نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں:

اوّل: نصوص کی قطعیّت: اسلامی علم الکلام کے مطابق عقیدہ ختم نبوت قرآن و سنت کی ایسی صریح نصوص سے ثابت ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہیں۔ ان نصوص میں کسی نئی نبوت، نئی وحی یا مستقل الہامی تشریع کی کوئی گنجائش موجود نہیں، جس کی بنا پر یہ عقیدہ ناقابلِ تاویل ہے۔

دوم: اجماعِ امت: تاریخِ اسلام میں ختم نبوت پر امت کا مکمل اور مسلسل اجماع قائم رہا ہے۔ کسی معتبر عالم یا فقہی مکتب نے اس سے انحراف نہیں کیا۔ یہ اجماع جدید تشکیکی رجحانات کے مقابل ایک مضبوط علمی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوم: عقلی و اخلاقی پہلو: عقلی اعتبار سے ختم نبوت انسانی ہدایت کے کمال کا اعلان ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا تصور کیا جائے تو مذہبی انتشار، اخلاقی بے یقینی اور سماجی خلفشار ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اس تناظر میں عقیدہ ختم نبوت نہ صرف ایک دینی عقیدہ بلکہ انسانی فلاح، اخلاقی استحکام اور سماجی نظم کی ضمانت بھی ہے۔

اختتامی نتیجہ

فرقہ واریت اگرچہ ایک سماجی اور فکری حقیقت کے طور پر موجود رہی ہے، لیکن اسلامی تعلیمات میں عقیدۂ ختم نبوت نے اسے بنیادی عقائد کی سطح پر اثر انداز ہونے سے ہمیشہ روکے رکھا۔ قرآن و سنت اور اجماعِ امت کی روشنی میں یہ عقیدہ ایک ایسی مضبوط فکری بنیاد فراہم کرتا ہے جو مذہبی اختلافات کے باوجود دین کی اصل روح، شریعت کی قطعیت اور امتِ مسلمہ کی وحدت کو محفوظ رکھتا ہے۔ یوں عقیدۂ ختم نبوت محض ایک اعتقادی اعلان نہیں بلکہ اسلامی تہذیب، فکری استحکام اور دینی شناخت کی آخری اور فیصلہ کن سرحد ہے، جس کے تحفظ میں ہی امت کی بقاء، وحدت اور معنوی قوت مضمر ہے۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1]Al-Qur'an: Al-Ahzab: 40
[2]Imam Zayn ibn Nujaym al-Hanafi, *Al-Ashbah wa al-Naza'ir* (H.M. Saeed Company, Adab Manzil, n.d.), p. 102
[3]Al-Qur'an: Al-Hijr: 9
[4]Abd al-Karim Musawi, Jamal-i Abha (Tehran: Matba' Intisharat-i Jahan; Qum: Buzar Jomhari wa Hikmat, 1328), p 2
[5]Sayyid Muṣṭafā Rūmī, Bāb al-Ḥayāt: Tarjamah-yi Maqālah-yi Sayyāḥ, 1st ed. (Matba' Nawal Kishore, 1908), p 4
[6]Sayyid Muṣṭafā Rūmī, Bāb al-Ḥayāt: Tarjamah-yi Maqālah-yi Sayyāḥ, 1st ed. (Matba' Nawal Kishore, 1908), p 2
[7]Dr. Ṣābir Āfāqī, Sawāniḥ-i ʿAlī Muḥammad Bāb (Muzaffarabad: Idārah Adabiyāt, n.d.), p. 106.
[8]irtaḍā Ḥasan, Sawāniḥ-i Ḥaḍrat Bahāʾuʾllāh (Pakistan Bahā'ī National Assembly, Bahā'ī Hall, 1961), p. 13.
[9]Dr. Ṣābir Āfāqī, Sawāniḥ-i ʿAlī Muḥammad Bāb (Muzaffarabad: Idārah Adabiyāt, n.d.), p141.
[10]Hashmat Allah Babi, Baha Allah ki Ta'limat (Matbu'ah Azizi Press Agra, 1916), p10
[11]Dr. Ṣābir Āfāqī, Sawāniḥ-i ʿAlī Muḥammad Bāb (Muzaffarabad: Idārah Adabiyāt, n.d.), p94
[12]Dr. Ṣābir Āfāqī, Sawāniḥ-i ʿAlī Muḥammad Bāb (Muzaffarabad: Idārah Adabiyāt, n.d.), p106, 107
[13]Dr. Ṣābir Āfāqī, Sawāniḥ-i ʿAlī Muḥammad Bāb (Muzaffarabad: Idārah Adabiyāt, n.d.), p 123
[14]Allama Abu al-Fazl Gulpaygani, Al-Fara'id (Mahfil Ruhani Milli Baha'iyan Pakistan, Bahai Hall, Deep Chand Ocha Road, 1957), p. 186.
[15]Allama Abu al-Fazl Gulpaygani, Al-Fara'id (Mahfil Ruhani Milli Baha'iyan Pakistan, Bahai Hall, Deep Chand Ocha Road, 1957), p187
[16]Allama Abu al-Fazl Gulpaygani, Al-Fara'id (Mahfil Ruhani Milli Baha'iyan Pakistan, Bahai Hall, Deep Chand Ocha Road, 1957), p205
[17]Allama Abu al-Fazl Gulpaygani, Al-Fara'id (Mahfil Ruhani Milli Baha'iyan Pakistan, Bahai Hall, Deep Chand Ocha Road, 1957), p17
[18]Allama Abu al-Fazl Gulpaygani, Al-Fara'id (Mahfil Ruhani Milli Baha'iyan Pakistan, Bahai Hall, Deep Chand Ocha Road, 1957), p250
[19]Syed Mahfooz-ul-Haq Ilmi, Khatm-e-Nubuwwat ki Haqiqat (Milli Baha'iyan Pakistan, Bahai Hall, n.d.), title page.
[20]Khatm-e-Nubuwwat ki Haqiqat, p. 5.
[21]Khatm-e-Nubuwwat ki Haqiqat, p. 13.
[22]Khatm-e-Nubuwwat ki Haqiqat, p. 30.
[23]Syed Mahfooz-ul-Haq Ilmi, Al-Tabyan wal-Burhan, Hissa Awwal (Bahai Publishing Trust, 1971) p.19
[24]Al-Tabyan wal-Burhan, Hissa Awwal, p. 79.
[25]Abdul Rahman Chaudhry, Al-Tabyan wal-Burhan, 1st ed., Hissa Dom (Mahfil Ruhani Milli Baha'iyan Pakistan, Bahai Hall, 1954), p. 171.
[26]Syed Muhammad Waris Hamdani, Zikr-e-Ayyam Hazrat Baha Allah (Mahfil Muqaddas Ruhani Milli Baha'iyan Pakistan, 1989), p. 216.
[27]Zikr-e-Ayyam, p. 222.
[28]Allama Ehsan Elahi Zaheer, Al-Bahaiyyah Naqd wa Tahlil (Idarah Tarjuman al-Sunnah, Lahore, n.d.), p. 282.
[29]Maulana Shah Alam Gorakhpuri, Babiyyat aur Bahaiyyat, Awwal (Markazi Daftar Kul Hind Majlis Tahaffuz Khatm-e-Nubuwwat Deoband; Maktabah Darul Uloom Deoband, 2013).
[30]Mufti Mahmood Hasan Gangohi, Fatawa Mahmoodi-yyah (Matbu'ah Darul Uloom Deoband), p. 66.
[31]Shay Muhammad Qasrqandi, Musa Nama (Qalami Nuskhah, n.d.), pp. 129–130.
[32]Shaykh Aziz Lari Mazara'uni Mulla, Haqiqat Noor Pak wa Safarnamah Mahdi (Qalami Nuskhah Ghair Matbu'ah, 1972), p. 7.
[33]Maulana Tauseef Ahmad Hazarvi, Aina Mazahib wa Firaq, Awwal (Madrasah Arabiyyah Khatm-e-Nubuwwat Muslim Colony, Chenab Nagar, 2025), p. 108.
[34]Maulana Zahid Al-Rashidi, Zikri Mazhab aur Us ke Aqaid (Roznamah Ausaf, 1 December 1999).
[35]Maulana Tauseef Ahmad Hazarvi, Aina Mazahib wa Firaq, (Madrasa Arabia Khatam-e-Nubuwwat, Muslim Colony, Chenab Nagar) p. 110.
[36]Molvi Faqir Muhammad Sindhi, Main Zikri Hoon (Ghair Matbu'ah, 1973), p. 37.
[37]Muhammad Ishaq Baloch Darazai, Zikr-e-Ilahi (Ghair Matbu'ah, 1956), p. 9.
[38]Muhammad Ishaq Baloch Darazai, Zikr-e-Ilahi (Ghair Matbu'ah, 1956), p. 38, 39.
[39]Muhammad Ishaq Baloch Darazai, Zikr-e-Ilahi (Ghair Matbu'ah, 1956), p. 39.
[40]G. S. Bijarani Bizenjo, Noor Tajalli (Karachi; Daftar Aal Pakistan Muslim Zikri Anjuman), p. 69.
[41]K. M. Baloch Umrani, Noor Hidayat ma'a Durr-e-Sadaf (Mutarjim), 1st ed., Hissa Awwal (Mulla Bahram Umrani Baloch, 1986), p. 79.
[42]Noor Muhammad Mahdi Mulla Atki, Sair Jahani (Safarnamah), p. 38.
[43]Noor Muhammad Mahdi Mulla Atki, Sair Jahani (Safarnamah), p. 198
[44]Noor Jamal Padshahi, Mi'raj Nama (Qalami Nuskhah Ghair Matbu'ah), Mulakhkhas, pp. 2–23.
[45]Shay Muhammad Qasrqandi, Musa Nama (Qalami Nuskhah Ghair Matbu'ah), pp. 100–101.
[46]Molvi Faqir Muhammad Sindhi, Main Zikri Hoon (Ghair Matbu'ah, 1973); Noor Jamal Padshahi, Mi'raj Nama (Qalami Nuskhah Ghair Matbu'ah), p. 31.
[47]Bijarani Bizenjo, Noor Tajalli, p. 5.
[48]Sindhi, Main Zikri Hoon, p. 47.
[49]Mufti Ihtisham-ul-Haq Asia Abadi, Zikri Mazhab ke Aqaid wa A'mal, 2nd ed. (Majlis Tahaffuz Khatm-e-Nubuwwat Makran, Balochistan, 1989), p. 54.
[50]Sindhi, Main Zikri Hoon, p. 7.
[51]Asia Abadi, Zikri Mazhab ke Aqaid wa A'mal, p. 55.
[52]Shams al-Din Mustafai, Mahdi Tehreek, Bar-e-Dom (Bazm-e-Adab Shahdadpur, 1974), p. 71.
[53]Asia Abadi, Zikri Mazhab ke Aqaid wa A'mal, p. 55.
[54]Mahdi Tehreek, p. 71.
[55]Sindhi, Main Zikri Hoon, p. 7.
[56]Mazara'uni Mulla, Haqiqat Noor Pak wa Safarnamah Mahdi, p. 5.
[57]Hazarvi, Aina Mazahib wa Firaq, p. 114.
[58]Hazarvi, Aina Mazahib wa Firaq, p. 114.
[59]Abd al-Ḥaqq Baloch, Maulānā. *Zikrī Mazhab ke Nashīb o Farāz*. Al-Jamʿiyyah al-Markaziyyah li al-Daʿwah al-Islāmiyyah, Panjgur, Makran, Balochistan, 1987.